بسم اللہ الرحمن الرحیم

دینی مدارس......حسنِ کارکردگی

اداریہ

رئیس التحریر کے قلم سے

ہر عام وخاص کو یہ بات معلوم ہے کہ دینی مدارس میں تعلیمی سال کا آغاز شوال میں جبکہ اختتام شعبان میں ہوتا ہے درمیان میں سالانہ تعطیلات ہوتی ہیں جس میں رمضان المبارک کا مہینہ شامل ہے سال کے آغاز پر طلبہ کے داخلے شروع ہوتے ہی تعلیم کا آغاز ہو جاتا ہے۔ اور اساتذہ مقررہ نصاب پوری تیاری محنت اور لگن کے ساتھ پڑھاتے ہیں ترجمہ قرآن حکیم' تفسیر حدیث' فقہ' اصول' گرائمر' (نحو وصرف) ادب' سیرت' تاریخ' عقائد' منطق' وفلسفہ' معاشیات' ادیان' سیاسیات' جیسے اہم مضامین پڑھائے جاتے ہیں۔ ہر مدرسہ کا اپنا داخلی نظام ہے جس کے تحت وہ سہ ماہی یا ششماہی امتحانات لیتے ہیں۔ سالانہ امتحانات وفاق کے امتحان سے قبل ہو جاتے ہیں' وفاق المدارس تمام ملحقہ مدارس کا ایک وقت میں ایک نصاب کے تحت امتحان لیتا ہے جس کے لیے ملک بھر میں طلبہ وطالبات کے امتحانی مراکز قائم کیے جاتے ہیں۔ جو کہ کراچی سے لیکر بلتستان تک موجود ہوتے ہیں ان مراکز میں روزانہ کی بنیاد پر سوالیہ پرچے بذریعہ TCS پہنچاتے جاتے ہیں امتحان میں شفافیت اور دیانت وامانت کا مکمل خیال رکھا جاتا ہے غلط ذرائع استعمال کرنے والوں کو تین سے پانچ سال تک محروم کر دیا جاتا ہے۔

دینی مدارس میں عیدالاضحیٰ اور ششماہی امتحانات کے موقعہ پر چند دن کی تعطیلات ہوتی ہیں جبکہ پورا سال تعلیمی سلسلہ جاری رہتا ہے طلبہ کو تعلیم کے ساتھ ساتھ بعض تربیتی مراحل سے بھی گذارہ جاتا ہے۔ جن میں خطابت کا فن سکھلایا جاتا ہے۔ انہیں اسمبلی اور بعض نمازوں کے مواقع پر گفتگو کرنے کے مواقع فراہم کیے جاتے ہیں نیز قرب وجوار میں درس قرآن یا خطبات جمعہ دیتے ہیں۔ جس سے ان میں اعتماد پیدا ہو جاتا ہے۔

دینی مدارس حجم کے اعتبار سے چھوٹے اور بڑے بھی ہوتے ہیں لیکن ان کے ہاں رائج

تقریبات ہر مدرسہ میں منعقد ہوتی ہیں اور اس کا بھرپور اہتمام کیا جاتا ہے کم وسائل کے باوجود نہایت شاندار انتظامات ہوتے ہیں جن میں تقریب تقسیم اسناد و انعامات، سال کے اختتام پر تقریب اختتام صحیح بخاری شریف اور شعبہ تحفیظ القرآن میں اختتام قرآن حکیم اور قراۃ و تجوید کے فضلا کے لیے محفل حسن قرات کی تقریبات انعقاد پذیر ہوتی ہیں۔ جن میں ممتاز شیوخ الحدیث علماء خطباء قراء حضرات تشریف لاتے ہیں اور اپنے اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہیں ان تقریبات میں مہمان خصوصی بھی ہوتے ہیں۔ لیکن عوام کی کثیر تعداد اس میں شرکت کرتی ہے اس اعتبار سے یہ تقریبات عوامی رابطہ مہم بھی ہوتی ہیں۔ اور تقریب کے اختتام پر تمام شرکاء کو باوقار طریقے سے کھانا کھلایا جاتا ہے۔ یہ عمل ہر سال دھرایا جاتا ہے۔ اور کسی سال بھی ناغہ نہیں ہوتا۔ بلکہ لوگ ہمیشہ منتظر رہتے ہیں۔

دینی مدارس ہی کا کمال ہے کہ وہ سالانہ تعطیلات کو کارآمد بناتے ہیں ان کے ہاں مختلف شارٹ کورس ترتیب دیئے جاتے ہیں کسی جگہ دورہ تفسیر قرآن حکیم کا اہتمام ہے تو کسی جگہ دورہ حدیث ہے۔ کہیں دورہ نحو وصرف ہے۔ تو کسی جگہ دورہ قراۃ و تجوید ہے۔ بعض مدارس عوام کے لیے مختصر مدت پر مشتمل نصاب ترتیب دیتے ہیں۔ جس میں روزمرہ کے دینی و شرعی مسائل کی تدریس کا اہتمام کیا جاتا ہے۔ اور پھر رمضان المبارک کی مناسبت سے نماز تراویح میں پڑھا جانے والا قرآن حکیم کا خلاصہ بیان کیا جاتا ہے۔ اور آخری عشرے میں اعتکاف کا اہتمام کیا جاتا ہے اور معتکفین کے لیے تربیتی پروگرام رکھے جاتے ہیں ان کے اوقات کو با مقصد بنایا جاتا ہے یہ ساری کاوشیں بلا معاوضہ ہوتی ہیں بلکہ شرکاء کی بہترین تواضع کی جاتی ہے اور حوصلہ افزائی کے لیے گراں قدر انعامات دیئے جاتے ہیں۔

حقیقت یہ ہے کہ دینی مدارس محض دینی علوم کی تدریس کا کام نہیں کرتے بلکہ اپنے اپنے علاقوں میں لوگوں کی توجہ کے مراکز ہوتے ہیں۔ اور عوام ان سے روحانی فیض پاتے ہیں۔ اگر یہ مدارس نہ ہوتے تو لوگ اپنی روحانی تسکین کے لیے کہاں جاتے۔ نیز دینی رہنمائی کے لیے لوگوں کی امیدیں مدارس سے وابستہ ہوتی ہیں۔

یہ کام جو مدارس نہایت خاموشی سے سرانجام دے رہے ہیں۔ معاشرے میں شرافت سنجیدگی کے فروغ کا باعث ہیں اور اسلامی اقدار اور تہذیب تمدن کے فروغ کا باعث ہیں۔ ان کی حسن کارکردگی پر ہم انہیں دل کی اتھاہ گہرائیوں سے مبارکباد پیش کرتے ہیں اور دعاگو ہیں اللہ تعالیٰ ان کے منتظمین اور محسنین کو اپنی شایان شان...... عطا فرمائے۔ اور مزید توفیق سے نوازے۔

قصور وار کون! ذرا سوچیے !

انتہا پسندی اور عدم برداشت کا عنصر معاشرے کے تمام طبقوں میں سرایت کر چکا ہے۔ معمولی سے معمولی بات پر شدید ردعمل دیکھنے کو ملتا ہے بہت جلد لوگ آپے سے باہر ہو جاتے ہیں اور مرنے مارنے پر تیار ہو جاتے ہیں اس کا مظہر ہماری شاہراہیں اور سڑکیں ہیں' جہاں بے ہنگم ٹریفک اور ازدہام کی وجہ سے لوگ ایک دوسرے کو کوستے نظر آتے ہیں۔ چند دن قبل لاہور میں ایک رکشہ ڈرائیور کو سر بازار صرف اس لیے تشدد کا نشانہ بنایا گیا کہ اس نے کسی کار سے آگے نکلنے کی کوشش کی یہ بیماری دن بدن بڑھ رہی ہے آخر ایسا کیوں ہے؟ اہل فکر و دانش کو اس کے اسباب و علل تلاش کرنے چاہئیں۔

پاکستان میں ایک دین بیزار طبقہ موجود ہے جو ہمیشہ دین دار اور دینی شعار کا مذاق اڑاتا ہے اور تضحیک کا کوئی موقعہ ہاتھ سے جانے نہیں دیتا۔ خاص کر دینی مدارس کو آڑے ہاتھوں لیتا ہے ۔انتہا پسندی تشدد اور عدم برداشت کا ملبہ ان پر ڈالتا ہے۔ یہ جانتے ہوئے بھی کہ عملی طور پر میدان میں وہ لوگ شامل ہیں۔ جن کا دینی مدارس سے دور کا بھی تعلق نہیں۔ لیکن اپنے آقاؤں کی خوشنودی اور پیشگی وصول کی گئی رقوم کو حلال کیا جاتا ہے۔ لہٰذا اپنی زبان اور قلم سے آگ اگلتے ہیں اور دینی طبقے کے خلاف ہرزہ سرائی کرتے ہیں۔

دینی مدارس کی خدمات کی ایک لمبی فہرست ہے وہ معاشرے کا کونسا میدان ہے جہاں دینی مدارس نے خدمات سرانجام نہ دی ہوں۔ سماج کو سنوارنے میں دینی مدارس کا ناقابل فراموش کردار ہے۔ اس وقت معاشرے میں موجود نیکی دینی اقدار اور اسلامی ثقافت دینی مدارس کی مرہون منت ہی تو ہے کوئی مانے نہ مانے یہ مدارس کم وسائل میں نہایت خاموشی کے ساتھ یہ فریضہ

سرانجام دے رہے ہیں خاص کر نظریہ پاکستان ''جو پاکستان کی سلامتی اور بقاء کا ضامن ہے'' کی حفاظت صرف مدارس کر رہے ہیں اور قیام پاکستان کے مقاصد کو زندہ رکھا ہوا ہے بلکہ اس میں نئی تازگی پیدا کی جاتی ہے۔ مدارس اپنے معمولات میں اس کا تذکرہ جاری رکھتے ہیں اور آنے والی نسلوں کو اس سے آگاہ کرتے ہیں نظریہ پاکستان کو قصہ پارینہ نہیں بننے دیتے بلکہ ان لوگوں کے لیے تازیانہ ہے جو وطن عزیز کی اسلامی شناخت ختم کرنا چاہتے ہیں اور یہاں بھی مادر پدر آزاد سوسائٹی کے قائل ہیں انہیں معلوم ہے کہ ان کے راستے میں بڑی رکاوٹ یہ مدارس ہیں۔لہٰذا دن ہو کہ رات سردی ہو یا گرمی بہار ہو کہ خزاں یہ لوگ مدارس کے خلاف مہم چلاتے ہیں۔کوئی حادثہ' دہشت گردی' قتل و غارت کا اندوہناک واقعہ رونما ہوتا ہے یہ نام نہاد دانشور مختلف ٹی وی چینلز پر رونما ہوتے ہیں اور ایک ہی راگ الاپتے ہیں حالانکہ اب روز روشن کی طرح یہ بات واضح ہوگئی کہ پاکستان میں بڑے بڑے حادثات ان تعلیمی اداروں کے فیض یافتگان سرانجام دے رہے ہیں جو لبرل ہیں چند ایک کو بطور مثال بیان کیے دیتے ہیں۔

نورین لغاری جو کہ 10 فروری کو حیدر آباد سے غائب ہوئی ۔ یہ لیاقت میڈیکل یونیورسٹی میں ایم بی بی ایس کی طالبہ تھی ان کے والد سندھ یونیورسٹی میں کیمسٹری کے پروفیسر ہیں' اس نے اپنے والدین کو خود مطلع کر دیا کہ وہ داعش میں شامل ہو چکی ہے۔لیکن چند دن قبل پنجاب ہاؤسنگ سوسائٹی لاہور سے ڈرامائی انداز میں پکڑی گئی۔ جبکہ اس کا ایک ساتھی قتل ہو گیا۔اور دوسرے پکڑے گئے۔ یہ لڑکی نہ تو مذہبی پس منظر رکھتی ہے نہ ہی کسی مدرسہ میں زیر تعلیم تھی۔اس کے والد کا بھی کسی مذہبی ادارے یا تنظیم سے تعلق نہ ہے۔ پھر یہ اس راستے پر کیسے آئی؟ شہباز تاثیر سابق گورنر سلمان تاثیر کے صاحبزادے لاہور سے اغواء ہوئے۔اغواء کار کے گروپ کے سربراہ کا نام عثمان ہے جو کہ انجینئرنگ یونیورسٹی لاہور کا طالب علم ہے۔ یہ بھی مذہبی پس منظر نہیں رکھتا اور نہ ہی کسی دینی مدرسہ میں زیر تعلیم رہا۔اس کے والد کسی دینی مدرسہ کا استاد نہیں ہے آخر وہ کیا سبب ہے کہ انجینئرنگ کا طالب علم دہشت گرد بنا۔کون نہیں جانتا کہ 13 مئی 2015ء کو صفورا گوٹھ کراچی میں ایک بس پر اندھا دھند فائرنگ ہوئی اور 45 مرد و خواتین ہلاک ہوئے۔اس حملے کا

ماسٹر مائینڈ سعد عزیز تھا۔اس نے ابتدائی تعلیم بیکن ہاؤس سے مکمل کی۔اور کراچی کے ممتاز تعلیمی ادارے آئی بی اے میں گریجویٹ کا طالب علم تھا۔ بیکن ہاؤس کے بارے میں سب جانتے ہیں کہ وہاں مخلوط تعلیم ہے گانے اور رقص وسرود کی محفلیں اس کی پہچان ہیں۔دین نام کی کوئی چیز وہاں نہیں اس ادارے میں پروان چڑھنے والا طالب علم آخر اس حد تک کیسے پہنچا۔نیز آئی بی اے خالص لبرل ادارہ ہے۔اس میں زیر تعلیم بچے درس نظامی کا نصاب نہیں پڑھتے۔اور نہ ہی وہاں کے اساتذہ شیخ الحدیث ہیں تو پھر یہ انتہا پسند سوچ ان میں کہاں سے آئی۔اس حادثے کے دوسرے مجرم ظفر عشرت کا تعلق سرسید یونیورسٹی آف انجینئرنگ اینڈ ٹیکنالوجی سے ہے اور ایک عرصہ سے تخریب کاری کررہا ہے۔تیسرا مجرم حافظ ناصر عرف یاسر کا تعلق کراچی یونیورسٹی سے ہے یہ تمام تعلیمی ادارے سرکاری یا نیم سرکاری تحویل میں کام کررہے ہیں۔جہاں علماء کی رسائی نہیں ہے۔تو پھر یہ لوگ کیوں انتہا پسند بنے۔یہ سلسلہ دراز ہوتا ہوا مردان یونیورسٹی پہنچ گیا جہاں مشال نامی نوجوان کو تشدد کرکے ہلاک کیا گیا۔یہ یونیورسٹی عبدالولی خاں کے نام سے منسوب ہے جہاں بھی لبرل لوگ کام کرتے ہیں تو پھر یہ حادثہ کیوں ہوا؟

اب حال ہی میں سندھ پیپلز پارٹی کا مشہور لیڈر ذوالفقار مرزا نے بے نظیر قتل کے بارے میں ہوش ربا انکشافات کیے اور کھلے عام بتایا کہ اس کا قتل کس کے کہنے پر کس نے کیا۔ باقاعدہ نام لیکر اعلان کیا۔جبکہ اس سے قبل سابق وزیر داخلہ عبدالرحمٰن ملک اس کا الزام طالبان پر ڈالتے رہے۔لیکن اس نئے انکشاف کے بعد سب کو سانپ سونگھ گیا۔اب کوئی بتائے ان قاتلوں کا تعلق کس دینی مدرسے سے ہے وزیر داخلہ جھوٹ بولتے رہے۔لیکن اب حقیقت واضح ہوگئی ہے۔

ہم نے چند مثالیں پیش کی ہیں اس تناظر میں دیکھا جائے تو کسی بھی بڑے حادثے میں دینی مدارس ملوث نہیں ہیں۔یہ کام لبرل اور دین بیزار تعلیمی اداروں کے فضلاء کررہے ہیں۔ شرم آنی چاہئے حکومت کو جو دن رات دینی مدارس کے خلاف ایجنسیوں کو متحرک رکھتے ہیں۔حیاء آنی چاہئے ان تمام نام نہاد دانشوروں کو جو اپنے تجزیوں میں مدارس کو موردالزام ٹھہراتے ہیں اور ڈوب مرنا چاہئے ان تمام اینکر اور ان کے تبصرہ نگاروں کو کہ وہ کس منہ سے مدارس کا نام لیتے ہیں۔